ربوہ کے مقام کے پیش نظر اہل ربوہ پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں ہر دم پیش نظر رکھیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اس سے پہلے میں اہل ربوہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا چکا ہوں جن کا تعلق جلسہ سالانہ کے انتظام کے ساتھ ہے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے نظام کو بھی میں نے بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آج میں اہل ربوہ کی ان ذمہ داریوں کو بیان کرتا ہوں جو اہل ربوہ ہونے کی حیثیت سے ان پر سارا سال ہی رہتی ہیں لیکن جلسہ سالانہ کے ایام میں خصوصاً ان کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمیں قرآن عظیم کا یہ حکم ہے کہ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:۵) اس چھوٹی سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے طہارت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے اس میں ایک تو انسان کو یہ توجہ دلائی ہے کہ اپنے جسم کو اور اپنے کپڑوں کو پاکیزہ رکھا کرو۔ گندگی خواہ جسمانی ہو یا روحانی قرآن عظیم کی تعلیم اس کو دور کرنا چاہتی ہے۔ پھر قرآن کریم کے محاورہ میں اسلامی تعلیم کے محاورہ میں ''ثیاب'' کے معنی میں ماحول بھی آتا ہے اور وہ لوگ بھی آتے ہیں جو کہ تعلق رکھنے والے ہوں مثلاً میاں بیوی کو (ثوب) لباس کہا گیا ہے۔ اسی طرح ساتھیوں کو اور دوسرے تعلق رکھنے والوں کو بھی ہمارا مذہب ''ثیاب'' کے لفظ سے یاد کرتا ہے جب ہم ان تمام معانی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ ہم پر طہارت کی بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور ہمیں

پاکیزگی کے متعلق بہت سے احکام دیئے گئے ہیں جن کی طرف توجہ دینا ضروری ہے خصوصاً ایسے موقعوں پر جبکہ اجتماعات کی وجہ سے جسمانی پاکیزگی اور ماحول کی پاکیزگی اور فضا کی پاکیزگی اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔

ربوہ عام طور پر کچا شہر ہے پختہ شہر نہیں ہے ان معنوں میں کہ اس کی اکثر سڑکیں کچی ہیں پختہ نہیں ہیں اور اس لحاظ سے بھی اس کی صفائی مشکل ہے کہ ابھی یہاں ڈرینج (Drainage) وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہے اور جو منتظمین ہیں وہ اندر کے گند کو باہر ایسی جگہ پھینکوا دیتے ہیں کہ اگر وہ اندر ہی رہتا تو شاید اتنی خرابی پیدا نہ ہوتی مثلاً ہمارے علاقے کا جو گھروں کا گند ہے وہ باہر مسجد مبارک کی دیوار کے کونے کے ساتھ پڑا ہوا آپ کو نظر آئے گا۔ اس سلسلہ میں کچھ تو شاید پیسے کی کمی ہو لیکن بہت کچھ تجربے اور علم کی کمی ہے۔ گھروں کا گند تو گھروں میں ہی غائب کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس مٹی سے انسان کو بنایا ہے اس مٹی میں ہی یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ ہر قسم کی گندگی کو کھا جاتی ہے اور بدبو کو کلیتہً دور کر دیتی ہے۔ صحن خواہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں اہل خانہ جو صفائی وغیرہ کرتے ہیں اور ترکاریوں کے چھلکے یا اس قسم کی اَور چیزیں اٹھا کر باہر گلیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ اگر وہ صحن کے ایک حصے میں ان کو دبا دیں تو ایک تو باہر گند نہیں ہوگا اور دوسرے اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں سارے سال کی ترکاریاں بڑی اچھی اور صحت مند مہیا کرتا رہے گا کیونکہ یہی خدا کا قانون ہے لیکن جو لوگ گند کو گھروں سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ اپنے دروازے کے سامنے پھینک دیتے ہیں جب باہر نکلتے ہیں تو اپنے ہی پاؤں اس گند میں پڑتے ہیں۔

یہاں کمیٹی کا انتظام موجود ہے چنانچہ انہوں نے بہت سارا انتظام کیا ہوا ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے اب ہماری مسجد کے کونے کی طرف گند پڑا ہوا ہے۔ ہمارے ربوہ میں داخل ہونے والے دوست عام طور پر مسجد آتے ہیں اور بہت سارے لوگ اس رستہ کو اختیار کرتے ہیں۔ ان کی پہلی نظر جو ربوہ کی پاکیزگی اور طہارت یا اس کے فقدان پر پڑتی ہے وہ اس کونے پر پڑتی ہے جہاں باہر دیوار کے ساتھ گند کا ایک ڈھیر پڑا ہوا ہے۔ اس واسطے ایک تو مل ملا کر اور جو ذمہ دار لوگ ہیں ان کو کہہ کر ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ اس قسم کے گندگی کے ڈھیر ہمیں

باہر نظر نہ آئیں اور نہ ایسی جگہ ہوں جو صحت کے لئے مضر بن سکیں اور دوسرے جہاں تک ہو سکے ہماری اپنی جو انتظامیہ ہے اور جماعت احمدیہ کا نظام ہے ان کو چاہیئے کہ گھروں میں یہ کہیں کہ یہ جو گند ہے اس سے تم فائدہ اٹھاؤ کیونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ نے ہماری خدمت کے لئے پیدا کی ہے۔ یہ گندگی بعض پہلوؤں سے گندگی ہے لیکن بعض دوسرے پہلوؤں سے یہ بڑی خدمت گزار چیزیں ہیں اس لئے ان کے جو اچھے پہلو ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ ان کو زمین میں دبا دو تو زمین اچھی ہو جائے گی ،کلّر ایک حد تک ختم ہو جائے گا اور ختم ہوتا رہے گا، آپ کے صحن بڑے اچھے ہو جائیں گے، درخت اُگیں گے، گھاس اُگے گا، ترکاریاں اُگیں گی اور اس میں کوئی ایسی محنت نہیں ہے بلکہ صرف ایک جذبہ اور ایک خیال ہے اور ایک علم ہے جو کہ ہونا چاہیئے۔ ہر گھر کو یہ علم میسر ہونا چاہیئے اور ہر دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہیئے۔

درخت ہماری ہوا کو صاف کرتے ہیں اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کا انتظام کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مختلف گیسز سے ہوا بنائی ہے۔ کچھ گیسوں کو جو ہمارے لئے مفید نہیں ہیں وہ کھا لیتے ہیں اور جو گیسیں ہمارے لئے مفید ہیں مثلاً آکسیجن وغیرہ ان کو وہ پاک کر کے صحیح اور صحت مند شکل میں پھر فضا میں چھوڑ دیتے ہیں اور اچھی صحت کے لئے پاکیزہ ہوا کی اور پاکیزہ فضا کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں کئی سال سے درخت لگانے کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اہل ربوہ نے بالکل ہی توجہ نہیں کی، میں یہ ضرور کہوں گا کہ جتنی توجہ کرنی چاہیئے تھی اتنی نہیں کی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے راستے میں کچھ روکیں بھی ہیں کچھ دقتیں بھی ہیں مثلاً ایک تو پانی اس قسم کا کھارا ہے کہ بعض درخت یہاں ہو ہی نہیں سکتے، بعض ترکاریاں یہاں اُگائی ہی نہیں جا سکتیں لیکن یہ اس قسم کا کھارا ہے کہ بعض ترکاریاں اس کھارے پانی کو بڑے شوق سے پیتی ہیں مثلاً چقندر اس کھارے پانی میں خوب پلتا ہے اور بڑا اچھا، میٹھا اور جوسی (Juicy) بن جاتا ہے پس یہ علم ہونا چاہیئے۔ جہاں گھروں میں کلّر زیادہ ہے وہاں آپ چقندر لگائیں اس سے ایک تو کلّر مر جائے گا اور دوسرے وہ کلّر آپ کے لئے صحت مند ترکاری مہیا کر دے گا۔ پھر ایک دقت یہ ہے کہ زمین کا سٹرکچر (Structure) ایسا ہے کہ اس میں کلّر کے علاوہ بھی اور بہت سے ایسے اجزا ہیں جو درختوں اور ترکاریوں کے لئے یا تو مفید نہیں یا وہ چیزیں اس میں

طاقتور نہیں اگتیں۔ اس کے لئے کھادیں ہونی چاہئیں لیکن اگر آپ اپنے گند کو اپنے گھر کی مٹی میں ملا دیں تو آپ کو بڑا فائدہ ہوگا۔

میں نے ایک مضمون پڑھا اس میں ایک ۸۷ سالہ بڑھیا کی تصویر تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ربوہ کے ننانوے فیصد احباب ۸۷ سالہ بڑھیا سے ہر لحاظ سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اس بڑھیا کا کام یہ تھا کہ وہ صبح سویرے اٹھ کر لوگوں کے گھروں کے کوڑا کرکٹ اٹھا لاتی۔ وہ ایک ایسے چھوٹے سے قصبے میں رہتی تھی کہ جہاں لوگ اپنے گھروں میں جھاڑو دے کر یا ویسے صفائی کر کے گند باہر ایک طرف پھینک دیتے تھے چنانچہ وہ اپنی وہیل بیرو (Wheel Barrow) یعنی دو پہیوں کی بوجھ اٹھانے والی ٹرالی لے کر باہر نکلتی اور اپنے سارے محلّے کا جو گند باہر پھینکا ہوتا تھا وہ اٹھا لاتی اور اس کا ایک چھوٹا سا بیک گارڈن تھا ترکاریوں اور پھلوں کا ایک چھوٹا سا باغ تھا وہ اس میں لا کر ڈال دیتی تھی۔ ہر روز اس کا یہی کام تھا اور اس تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ وہاں بڑی اچھی ترکاریاں اُگی ہوئی ہیں۔ جتنی عقل اس عیسائن بڑھیا میں ہے اس سے کہیں زیادہ عقل ایک احمدی کے دماغ میں ہے لیکن ان کو یہ تعلیم دینی چاہیئے کہ دیکھو اپنی عقل سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کے ناشکرے بندے نہ بنو اور اس طرح پر آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور ربوہ بھی صاف ہو جائے گا۔

کچی سڑکوں کے اندر ضرور گڑھے پڑتے ہیں۔ قادیان میں جب مَیں وہاں لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ کا صدر رہا۔ میرا مشاہدہ تھا وہاں بھی گڑھے پڑا کرتے تھے اور مجھے یقین ہے کہ یہاں بھی پڑتے ہوں گے۔ اس کے لئے وقارِ عمل کے ذریعے گاہے گاہے اپنی کچی سڑکوں کو درست کرنا ضروری ہے۔ پس ایک تو خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ ۲۰؍تاریخ سے پہلے پہلے اس قسم کا جو گند ہے کہ اوپر نیچے ٹھوکریں لگتی ہیں اور بچوں کو تکلیف ہوتی ہے، بڑوں کو تکلیف ہوتی ہے، رات کے وقت چلنے والوں کو ٹھوکریں لگتی ہیں کیونکہ روشنی پوری نہیں ہے اس گند کو دور کر دیں اور لوگوں کو اس دکھ اور تکلیف اور پریشانی سے بچانے کے لئے سارے ربوہ کی سڑکوں کو ہموار کر دیں۔ جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں کام کریں۔ بعض جگہ ضرورت نہیں ہوگی ان سڑکوں کو اکھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جہاں پر ضرورت ہے وہاں ان کو ہموار کر دیں اور دوسرے سارے ربوہ والے صفائی کا ایک ہفتہ منائیں جو کہ ۱۹؍تاریخ کو ختم ہو۔ ۱۹ کو میں اس لئے کہتا

ہوں کہ پھر ۲۳ کو جلسے کا انتظام شروع ہوگا اور یہ جو بیچ میں دو چار دن ملیں گے ان میں اپنے آپ کی صفائی اور اپنے کپڑوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔اس سے پہلے اپنے ماحول کو صاف کریں۔

میں درختوں کا بھی ذکر کر رہا تھا مجھے یہ سن کر بڑی شرمندگی ہوئی کہ کمیٹی نے ہمارے اس مسجد اقصیٰ والے چوراہے پر کچھ پھولدار پودے لگائے اور اس میں سے دو پودے غائب ہو گئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ کسی احمدی نے اٹھائے، میں یہ بھی نہیں کہتا کہ کسی انسان نے لئے، ہوسکتا ہے کہ کوئی جانوران کو توڑ گیا ہو یا کھا گیا ہو۔ایک تو جو لوگ یہاں بکریاں رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ پبلک پلیسز (Public Places) یعنی جن جگہوں کی ملکیت اہل ربوہ کی ہے اور جن کا فائدہ اہل ربوہ کو ملتا ہے مثلاً سڑکیں اور ان کے درخت وغیرہ ہیں ان کو اپنے ذاتی فائدے کے لئے استعمال نہ کریں اور ان درختوں کو نہ کاٹیں۔لوگوں کے جو کھلے قطعے ہیں اور ان میں انہوں نے ترکاریاں بوئی ہوئی ہیں یا درخت بوئے ہوئے ہیں وہ ان میں جا کر ٹہنی کاٹ لیتے ہیں۔ پھر میرے پاس شکایت آجاتی ہے اور میرے لئے بڑی شرمندگی کا باعث بنتی ہے کہ جی ہم نے ترکاریاں لگائی تھیں اور ہمارے ہمسائے نے وہاں مرغیاں چھوڑ دیں جو کہ کچھ چگ کر لے گئیں یا بیری اور کیکر وغیرہ کی ٹہنیاں کاٹ کر اس نے اپنی بکریوں کو کھلا دیں۔ اگر تم نے بکری پالنی ہے تو اپنے گھر میں بکری کے کھانے کا انتظام کرو۔ بن بلائے مہمان بن جانا تو نہ آپ کے لئے مناسب ہے اور نہ آپ کی بکری کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ بن بلائی مہمان بن جائے۔ یہ درخت جو یہاں سے غائب ہوئے ہیں جس نے بھی ایسا کیا ہے، جو کوئی بھی وہ ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے اور میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں خواہ مخواہ یہ کہوں کہ کسی احمدی بچے نے یا بڑے نے یہ کیا ہے یا کسی اور نے کیا ہے یا جانور کر گئے ہیں لیکن بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ کمیٹی کے غالباً دو درخت غائب ہو گئے ہیں۔

اب ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کو دو کی بجائے چار درخت دیدیں اور دیں اسی چوک کے اردگرد رہنے والے۔ اور جیسا کہ میں نے اعلان کیا ہے کہ مَیں اور جماعت کوئی علیحدہ علیحدہ وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اس لئے ان چار پودوں میں سے ایک پودا میں دوں گا اور تین کا آپ انتظام کریں۔ میں اپنے آپ کو بھی جرمانہ کرتا ہوں نا کہ کیوں میں نے

ایسا تربیتی ماحول پیدا نہیں کیا کہ ان درختوں کی حفاظت ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بھی معاف کرے۔

بعض دوستوں نے درختوں کا بڑا اچھا خیال رکھا ہے اور جنہوں نے درختوں کا خیال رکھا ہے ان کی طرف سے کبھی میرے پاس یہ شکایت پہنچ جاتی ہے کہ ہمارے مکانوں کے سامنے جو پیار سے پالے ہوئے درخت ہیں بعض لوگ آ کر ان کو نقصان پہنچا جاتے ہیں۔ یہ درخت تو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ قرآن کریم نے درخت کی حفاظت پر اتنا زور دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں ایک جنگ میں انسانی جان کی حفاظت کے لئے بعض درختوں کو کاٹنا پڑا تو قرآن کریم نے جو خدا تعالیٰ کی وحی ہے یہ ریکارڈ کیا کہ ہمارے (خدا تعالیٰ کے) حکم سے ایسا کیا گیا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہر ایک کی اپنی ایک شان ہے گو وہ ہماری خادم ہیں اور ان کے خدمت کے مقامات ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے کچھ حقوق بھی رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے قرآن کریم نے ہمارے سامنے جو پہلی صفت بیان کی ہے وہ رب العالمین کی صفت ہے۔ اس میں جاندار اور غیر جاندار کے حقوق کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں ہر مخلوق کے حقوق کا ذکر ہے اس یونیورس (Universe) میں، اس عالمین میں جو چیز بھی ہے اس کی ربوبیت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے۔ تو خدا تعالیٰ تو اس کی ربوبیت کر رہا ہو اور ربوبیت کے سامان پیدا کر رہا ہو اور انسان اس کے قوانین اور اس کے منشاء اور اس کے حکم اور سورۃ فاتحہ میں اس کے پہلے اعلان کے خلاف کھڑا ہو جائے اور کہے کہ ہم درختوں کی ربوبیت نہیں کریں گے یا ہم فلاں چیز کی ربوبیت نہیں کریں گے ایک مومن کی اور ایک احمدی مسلمان کی تو یہ شان نہیں ہے۔

ہمیں سارا سال یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ربوہ میں گندگی نہ ہو اور پاکیزگی اور طہارت کے خلاف کوئی چیز نہ ہو لیکن میں نے بتایا ہے کہ اجتماعات میں گند پڑ جانے کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں اس لئے جلسہ سے پہلے صفائی کرو اور جلسہ سالانہ میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھو۔ جلسہ سالانہ کا نظام اور ہماری جماعت کے جو دوسرے نظام ہیں اور حکومت کا جو یہاں نظام ہے یہ ان کا کام ہے۔ امید ہے کہ وہ اس کا خیال رکھیں گے لیکن جو ہمارے نظام ہیں ان سے مَیں

یہ کہتا ہوں کہ وہ خیال رکھیں۔ان دنوں میں بھی خیال رکھیں لیکن جلسہ سے پہلے خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ ربوہ کو بالکل صاف ستھرا کردیں۔انصاراللہ کا صرف نام ہی مختلف ہے ویسے تو ہم سارے ہی خادم ہیں، میں بھی اور آپ بھی دنیا کے خادم بن گئے ہیں اور اس خدمت میں اور پھر اس خدمت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے میں بڑا لطف ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہم نے نہ تو شو کے لئے عمارتیں بنائی ہیں اور نہ سڑکیں بنائی ہیں۔ربوہ میں ہمارا جو کالج کا پہلا کانووکیشن ہوا تھا اس میں ہم نے ایک بہت بڑے مشہور سکالر اور بڑے پائے کے محقق عالم کو بلایا ہوا تھا وہ کچھ دنیا دارانہ نگاہ رکھتے تھے۔میں نے اپنے ایڈریس میں یہ کہا کہ ہم نے تو اپنی ضرورتیں پوری کر لی ہیں لیکن وہ نگاہ جو دنیا دارانہ ہے وہ انتظار کرے۔اپنے وقت پر خدا اس کی نگاہ کی تسلی اور دلچسپی کے سامان بھی پیدا کردے گا۔مگر یہ آج نہیں ہوگا کیونکہ آج ہم وہ شان وشوکت جو دنیا کی آنکھ دیکھنا چاہتی ہے اس کو افورڈ (Afford) ہی نہیں کرسکتے۔اس وقت یہاں پر پکی سڑکیں ہیں۔۱۹۵۴ء میں مَیں یہاں آیا تھا اس وقت سے لے کر ۱۹۶۵ء تک بڑے بڑے غیر ملکی سکالر بھی یہاں آتے رہے ہیں اور غیر ملکی اس معاملہ میں زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس قسم کے سادہ اور غریبانہ مکان ہیں لوگوں نے اپنے آپ کو گرمی سردی سے بچانے کے لئے یہ انتظام کیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے جماعت پر بڑا فضل کیا ہے لیکن ہمارے اندر جو روح ہے وہ ان کے لئے حیرت کا باعث بنتی تھی۔ وہ حیران ہوتے تھے کہ ربوہ میں تعلیم کا معیار اس قدر بلند ہے۔اب تو میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہاں دن کے وقت بہت سارے باہر کے لوگ بھی آئے ہوتے ہیں۔کوئی تھانے میں جا رہا ہوتا ہے،کوئی تحصیل میں جا رہا ہوتا ہے،کوئی آر۔ایم صاحب کی کچہری میں جا رہا ہوتا ہے۔ اچھی خاصی رونق ہوتی ہے سینکڑوں آدمی ہوتے ہیں۔اس لئے اس وقت کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے لیکن جو ربوہ کے احمدی مکین ہیں ان کے متعلق ہم آج بھی کہہ سکتے ہیں اور اس وقت بھی کہتے تھے اور سننے والے کے لئے یہ بات حیرانی کا باعث بنتی تھی کہ ایک غریب جماعت جس کی غربت کی حالت اس کے مکانوں سے ظاہر ہے اور اس کے مکینوں کے کپڑوں سے ظاہر ہے۔ جہاں تک ہماری بچیوں کا سوال ہے سو فیصد بچیاں پڑھی لکھی اور لٹریٹ (Literate) ہیں اور

جہاں تک بچوں کا سوال ہے وہ ۹۸ فیصد پڑھے لکھے ہیں۔ اب بچوں کو شرم تو آئے گی مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ دو فیصد کھسک جاتے تھے۔ اب تو مجھے پتہ نہیں لیکن اس وقت وہ دو فیصد کھسک جاتے تھے اور پڑھنا چھوڑ دیتے تھے۔ بہر حال ایک ایسے ملک میں جہاں لٹریسی (Literacy) بڑی تھوڑی ہے وہاں پر آپ ربوہ کو علمی لحاظ سے ایک چھوٹا سا جزیرہ سمجھ لیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی برکت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ فضلوں کو حاصل کرو جن کا پاکیزگی کے ساتھ تعلق ہے اور پاکیزگی کا تو تبلیغ کے ساتھ بھی بڑا تعلق ہے چنانچہ قُمْ فَاَنْذِرْ کے بعد کہا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:۳،۵) اس لئے جب تک انسان اپنے ماحول کو پاکیزہ نہیں کرتا اور آنے والوں اور دیکھنے والوں کے لئے اسے ایک نمونہ نہیں بناتا اس وقت تک وہ صحیح معنی میں، صحیح طور پر، صحیح رنگ میں تبلیغ بھی نہیں کرسکتا اور نہ انذار کرسکتا ہے۔ آپ لوگ ربوہ کو صاف رکھا کریں اور جلسہ سے پہلے تو اس کو ایک غریب دلہن کی طرح بنا دیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ربوہ کو سونے کے کڑے پہناؤ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو ایک غریب دلہن کی طرح صاف ستھرا بنا دو۔ اسی میں ہماری شان ہے شو میں ہماری شان نہیں ہے۔

یہ جو چار پودوں کا ہم نے جرمانہ کیا ہے میں نے اپنے آپ پر بھی کیا ہے اور ویسے تو سارا ربوہ ہی ذمہ دار ہے لیکن جو اس چوک کے اردگرد رہنے والے مکین یا محلے ہیں ان کی ذمہ داری زیادہ ہے ایک دو دن کے اندر خدام الاحمدیہ اس کا انتظام کرے اور مجھ سے بھی ایک پودا یا اس کی قیمت لے کر اور باقی پودے بھی لے کر ان کو جلد دے دیں تا کہ ان کو مل جائیں جنہوں نے وہاں لگائے تھے۔

ربوہ کی جو حیثیت ہے دنیا میں مکہ اور مدینہ کے بعد ان کی تو شان ہی اور ہے اور پھر قادیان کے بعد کسی اور جگہ کی وہ حیثیت نہیں ہے۔ مکے کا مقام تو بہت بلند ہے مکے کا مقام ایک عظیم ابراہیمی معجزہ کی وجہ سے اور حج کی وجہ سے جو کہ ہماری بنیادی عبادات میں سے ایک عبادت ہے بہت بلند ہے۔ مکے کے متعلق جو ذمہ داریاں ہیں ان کے متعلق قرآن کریم نے بہت کچھ کہا ہے۔ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ ان ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے لیکن اس وقت میرا یہ مضمون نہیں ہے اور مدینہ منورہ کا مقام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

وجہ سے بہت ہی بلند ہے۔ جس طرح مکے کے گلی کوچوں سے ہمیں پیار ہے مدینے کے تو ذرّے ذرّے پر ہماری جان فدا ہے اور پھر ان دو مقامات کی روح کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مہدی علیہ السلام کے ذریعے قادیان میں ایک بنیاد رکھی گئی۔

پس اس وجہ سے کہ قادیان میں مہدی علیہ السلام کے ذریعے مکے اور مدینے کی روح کو ساری دنیا میں قائم کرنے کی بنیاد رکھی گئی ہے ہمیں قادیان سے بھی پیار ہے اور پھر وہ جماعت جس نے آج اس روح کو قائم کرنا ہے اس کا مرکز اس وقت ربوہ میں ہے۔ بہت سے اہل ربوہ ربوہ کے مقام کو اور اس مقام کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتے اور اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ ایک حد تک معذور بھی ہیں کیونکہ ہم لوگ ان کو یاد نہیں دلاتے اور ہم فَذَكِّرْ (الاعلیٰ:۱۰) پر عمل نہیں کرتے۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ یہ اتنی زبردست چیز ہے کہ انسان کا دماغ اس کو اپنے تصور میں نہیں لا سکتا یعنی دنیا میں اتنا بڑا اعلان ہو گیا کہ ساری دنیا کو انواع انسانی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے گا۔ بظاہر یہ انہونی بات ہے دنیا کی عقل اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں لیکن وہ جو خدائے واحد و یگانہ پر ایمان رکھتے ہیں وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیاں جن کا اس زمانہ کے ساتھ تعلق ہے وہ ضرور پوری ہوں گی۔ آپ کی وہ پیش گوئیاں جو قرآن کریم میں بیان ہوئیں یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ وحی جو قرآن کریم کے ذریعہ ہمیں ملی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے جو پیش خبریاں ہمارے تک پہنچیں وہ پوری ہو کر رہیں گی۔ اس واسطے ساری دنیا ہمیں بالکل پاگل سمجھتی ہے اور اپنی عقل کے لحاظ سے ایسا کرنے میں وہ حق بجانب ہے۔ اسے ہم کو پاگل ہی سمجھنا چاہیئے جس طرح کہ مکی زندگی میں مکہ میں اہل مکہ کی نگاہ میں مسلمانوں کو پاگل سمجھا جاتا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی بڑی دلیری سے یہ کہہ دیا تھا کہ نعوذ باللہ آپ مجنون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنے فعل سے یہ بتایا کہ جس کو تمہاری دنیوی عقل مجنون کہتی ہے پہلوں نے بھی اسی سے عقل حاصل کی اور قیامت تک نوع انسانی اپنی ترقیات کے لئے اسی سے عقل حاصل کرتے رہیں گے۔ پس دنیا میں یہی ہوتا چلا آیا ہے اور قیامت تک ہوتا چلا جائے گا۔ اس واسطے اگر دنیا ہمیں پاگل نہ سمجھے تو ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ اس کا

یہ مطلب ہے کہ ہمارے اندر کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے۔ ہم پاگل ہی سہی لیکن ہم پر عشق کی مستی کا جنون سوار ہے اور ہمارا یہ عشق اپنے قادر وتوانا خدا کے ساتھ اور اس حسین ترین ہستی کے ساتھ ہے جسے دنیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آج کی دنیا نہ خدا کو پہچانتی ہے نہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانتی ہے۔ دنیا کی نگاہ میں ایک پاگلوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ہے جو بڑے بڑے عقل مندوں میں کھڑے ہو کے بھی یہ اعلان کر دیتی ہے کہ ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ ہمارے سارے مبلغ ایسا کرتے ہیں۔ مجھے مختلف ملکوں کے دورے کرنے کی توفیق ملی۔ بغیر جھجک کے میں نے یہ اعلان کیا اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی میرے دل میں گھبراہٹ نہیں پیدا ہوئی۔ جب میں انہیں یہ کہتا تھا کہ خدا نے یہ کہا ہے کہ تمہارے دلوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے جیت لیا جائے گا اور ایسا ہو کر رہے گا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ حیران ہو کر دیکھتے تھے مگر ان کی حیرانیاں تو ویسی ہی ہیں جیسی کہ رؤسائے مکہ کی حیرانیاں تھیں اور اسلام کی کامیابیاں اور غلبہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے چند ساتھیوں کو جو دنیا کے دھتکارے ہوئے تھے اپنے فضل اور اپنی رحمت اور اپنی قدرت کے جلووں کے نتیجے میں غالب کر دیا تھا۔

پس جس شہر میں تم آباد ہو اس کی بھی قدر کرو اور جس جماعت کے ساتھ تمہارا تعلق ہے اس کی بھی قدر کرو۔ تمہیں خدا تعالیٰ نے خدمت کے لئے اور نوع انسانی کے دلوں کو محبت اور پیار کے ساتھ جیتنے کے لئے پیدا کیا ہے اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور اپنی نسلوں کے دماغوں اور ان کے ذہنوں میں یہ بات گاڑ دو کہ دنیا جو مرضی کہتی رہے ہوگا وہ جو خدا نے کہا ہے۔ خدا کی باتوں کو کبھی دنیا کے منصوبے بھی ناکام کر سکتے ہیں؟ قرآن کریم نے بڑی تحدّی کے ساتھ بار بار یہ کہا ہے کہ تم خدتعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ جب سے کہ الہام نازل ہونا شروع ہوا اور انبیاء علیہم السلام آئے ہم نے یہی دیکھا ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے تو جس چیز کی صداقت پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی بے کسی اور ان کے مخالفوں کی طاقت اور اس کے باوجود آخر میں مخالفوں کی ناکامی اور نبیوں کی کامیابی نے مہر لگا دی اس کی صداقت سے ہم

کیسے منہ پھیریں اور اس کو غلط سمجھنے لگ جائیں۔ خدا تعالیٰ نے تیرہ سو سال سے امت محمدیہ کو یہ وعدہ دیا تھا یہ بشارت دی تھی اور یہ تسلی دی تھی کہ درمیان کے زمانہ میں جو مختلف ادوار آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں آخر اسلام ساری دنیا کا مذہب بنے گا جو رحمۃ اللعالمین بن کر آیا۔ دنیا کا کوئی حصہ اس کی رحمت کے دائرہ سے باہر کیسے رہ سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور آپ نے قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ بات مہدی کے زمانہ میں پوری ہوگی جیسا کہ میں نے آپ کو کہا ہے۔ اسلام کے غلبہ کی صدی آ رہی ہے اب اس کا انتظار بہت تھوڑا ہے۔ دنیا میں کسی کو بھی یہ پتہ نہیں نہ مجھے نہ آپ کو کہ ہم نے کتنی دیر زندہ رہنا ہے لیکن پندرہ سال کا زمانہ ایک فرد واحد کی زندگی میں کوئی لمبا زمانہ تو نہیں ہے اور قوموں کی زندگی میں تو اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اور اس عرصہ میں بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ اس لئے نظر آنے والی یا انسانی نظر سے غائب رہنے والی وہ طاقتیں جو چودہ سو سال تک یہ پسند نہیں کرتی رہیں کہ اسلام غالب آئے۔ اب جبکہ اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے وہ اس کو کیسے برداشت کریں گی کہ اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا ہونے لگ جائیں۔ اس واسطے ان طاقتوں نے ان طاغوتی طاقتوں نے اس مہم کو ناکام کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے۔ انہوں نے اس بات میں پورا زور لگانا ہے کہ اسلام غالب نہ آئے۔ اس کے مقابلہ میں ہماری صرف یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی حقیری سی اور اپنی غریبانہ، اپنی عاجزانہ کوششیں اور مجاہدے خدا کے حضور پیش کر دیں اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر یہ کہیں کہ اپنی بساط کے مطابق جتنا کر سکتے تھے ہم نے کر دیا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جتنی ضرورت تھی اس کا کروڑواں حصہ بلکہ اربواں حصہ بھی نہیں ہو سکا لیکن اس سے زیادہ کی تُو نے ہمیں طاقت نہیں دی۔ اس سے زیادہ کی تو نے ہمیں توفیق نہیں دی، اس سے زیادہ ہم نہیں کر سکتے۔ باقی تو سب کچھ خدا تعالیٰ نے آسمانوں سے کرنا ہے اور وہی کر رہا ہے۔ آخر پچاسی سال میں ہم نے کیا دیکھا ہے کیا اپنی زندگیوں میں ہم نے اپنی طاقتوں اور اپنی تدبیر اور اپنے مجاہدے اور اپنی کوششوں کے نتائج دیکھے ہیں؟ نہیں! ہم نے اپنی زندگیوں میں خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت اور اس کی قدرتوں کے نتیجے دیکھے ہیں۔ پس جو ذمہ داریاں ہیں چھوٹی ہوں یا بڑی ان کو سمجھو۔ پہلے ان کو سمجھو گے تو پھر تبلیغ کر سکو

گے اور آپ پر بڑی ذمہ داریاں ہیں۔

ہماری کیا حقیقت ہے ہمارا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا قیام اور خدا تعالیٰ کی توحید کا قیام ہے اس دنیا میں کہ جو اتنی متکبر ہو گئی تھی کہ اس نے یہ اعلان کیا کہ دنیا سے خدا تعالیٰ کے نام اور آسمانوں سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے لیکن ہمارے کان میں یہ آواز آئی کہ ان ممالک میں اتنی کثرت سے احمدی مسلمان پیدا ہو گا کہ جس طرح ریت کے ذرے نہیں گنے جا سکتے وہاں مسلمان کی تعداد بھی حساب دان شمار نہیں کر سکیں گے۔ یہ وعدے تو پورے ہوں گے لیکن اس کے لئے ہم نے چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب کام کرنے ہیں یہ نہیں کہ بڑا کام کرنا ہے اور چھوٹا نہیں کرنا۔ ہم اپنی سیری کے لئے پہلا لقمہ بھی کھاتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ تین روٹیاں اکٹھی کھا لیں گے اور پہلا لقمہ نہیں کھائیں گے۔ پس ہماری ساری کوششیں مل کر نتیجہ نکلے گا۔ ہماری بالکل عاجزانہ حالت ہے۔ بے بسی کی حالت ہے، بے کسی کی حالت ہے۔ دنیا کے دھتکارے ہوئے ہیں لیکن ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم نے تو اپنے رب سے ایک عہد کیا ہے کہ جو ہمارے پاس ہے وہ ہم تیرے حضور پیش کر دیں گے اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جو تیرے پاس ہے (اور تیرے پاس سب کچھ ہے) وہ تو دنیا کو دکھائے گا اور اسلام کو دنیا میں غالب کرے گا۔

یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ربوہ کے ماحول کو پاک کرو، پاکیزہ رکھو۔ درخت لگاؤ یہ اپنے لئے نہیں ہے اس کے پیچھے یہ نیت ہے کہ جو باہر سے آنے والے ہیں وہ کچھ نمونہ تو دیکھیں گو غریبانہ کوششیں ہوں لیکن غریبانہ کوششیں تو دیکھیں۔ پس وہ گندگی، وہ جہالت اور وہ ظلمت جو دنیا کے دوسرے حصوں میں ہمیں نظر آتی ہیں وہ ربوہ میں نظر نہیں آنی چاہیئے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہمیں اس کی توفیق ملے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۶)